170606 ـ غصہ کی حالت میں طلاق دینا اور طلاق پر گواہ مقرر کرنا

سوال

میں نے نیا نیا اسلام قبول کیا اور اسی طرح نیا اسلام قبول کرنے والی عورت سے شادی کی ہے، ہماری شادی کوتین ماہ ہوئے ہیں، اسلام قبول کرنے سے قبل بھی ہم اکٹھے تھے، بعض اوقات ہمارے درمیان اختلافات اس قدر ہو جاتے ہیں کہ شدت غضب کی بنا پر ہم ایسے کلمات کہہ جاتے ہیں جن کا ارادہ تك نہیں ہوتا.
بعض اوقات شدت غضب میں اپنی بیوی کو طلاق کے الفاظ بھی کہتا لیکن میرا ارادہ نہیں ہوتا تھا، بعد میں مجھے علم ہوا کہ اگر یہ تین بار کہہ دیا جائے تو طلاق ہو جاتی ہے مجھے یہ علم ہے کہ اگر تین بار طلاق کے الفاظ بولے جائیں تو یہ ایك طلاق شمار ہوتی ہے.
لیکن لوگ کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کو چھوڑ دوں اور وہ کسی اور شخص سے شادی کرے اور وہ شخص اس سے جماع کر کے اسےطلاق دے یا پھر مر جائے تو ہم دوبارہ شادی کر سکتے ہیں، لیکن ہم اسے غیر اسلامی فعل سمجھتے ہیں برائے مہربانی آپ اس مسئلہ کی کتاب و سنت کی روشنی میں وضاحت کریں.
میں نے سورۃ الطلاق میں پڑھا ہے کہ طلاق میں دو گواہ ہونے چاہییں اور رجوع میں بھی، اور ابو داود کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے ؟
میں نے جتنی بار بھی طلاق کے الفاظ کہے میری طلاق مراد نہ تھی اور پھر میں غصہ کی حالت میں تھا میں حلال طریقہ سے ایك مسلمان خاندان بنا کر زندگی بسرکرنا چاہتا ہوں. اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

حالت غضب میں دی گئی طلاق:

اگر طلاق دینے والے شخص کا غصہ اور غضب اس حد تك پہنچ جائے کہ اسے سمجھ ہی نہ آئے وہ کہہ کیا رہا ہے یا پھر غصہ اتنا شدید ہو جو اسے طلاق دینے پر ابھارے کہ اگر غصہ نہ ہوتا تو وہ طلاق نہ دیتا تو اس حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہو گی، اس کی تفصیل سوال نمبر (45174) کے جواب میں بیان ہو چکی ہے آپ اس کا مطالعہ کریں.

دوم:

ايك ہى مجلس ميں تين طلاق كے متعلق فقہاء كرام كا اختلاف پايا جاتا ہے، ليكن راجح يہى ہے كہ اس سے ايك طلاق واقع ہوتى ہے، چاہے ايك ہى كلمہ ميں تين طلاق دى جائے مثلا تجھے تين طلاق، يا پھر تين عليحدہ عليحدہ كلمات مثلا تجھے طلاق تجھے طلاق تجھے طلاق كے الفاظ بولے جائيں اور اسى طرح اگر كوئى شخص طلاق دے اور دوران عدت رجوع كرنے سے قبل ہى دوبارہ طلاق دے تو صرف ايك ہى طلاق واقع ہوگى؛ كيونكہ طلاق تو عقد نكاح يا پھر رجوع كرنے كے بعد ہوتى ہے.

مزيد آپ سوال نمبر (96194) كے جواب كا مطالعہ كريں.

سوم:

نہ تو طلاق ميں گواہ بنانےكى شرط ہے اور نہ ہى گواہ بنانا واجب اور ضرورى، اس ليے جس شخص نے بھى طلاق كے الفاظ بولے اس كى طلاق واقع ہو جائيگى، چاہے بيوى پاس موجود نہ بھى ہو، يا پھر اس كے پاس كوئى اور شخص نہ بھى ہو اور وہ اكيلا ہى طلاق دے تو طلاق واقع ہو جائيگى.

اور اسى طرح اگر كسى شخص نے خط يا كاغذ ميں طلاق دينے كى نيت سے طلاق لكھى تو طلاق واقع ہو جائيگى.

طلاق ميں گواہ بنانے كى عدم شرط پر اجماع بيان كيا گيا ہے.

امام شوكانى رحمہ اللہ رجوع ميں گواہ بنانے كے مسئلہ پر كہتے ہيں:

" گواہ بنانے كے عدم وجوب كے دلائل ميں يہ شامل ہے كہ: طلاق ميں گواہ بنانے كى عدم شرط پر اجماع ثابت ہے، جيسا كہ امام الموزعى نے " تيسير البيان " ميں بيان كيا ہے، اور رجوع اس كا قرينہ ہے، اس ليے اس ميں بھى گواہ بنانا واجب نہيں جس طرح اس ميں واجب نہيں ہے " انتہى

ديكھيں: نيل الاوطار (6 / 300).

اللہ سبحانہ و تعالى نے طلاق اور رجوع ميں گواہ بنانے كا حكم ديتے ہوئے فرمايا ہے:

اور جب وہ (عورتيں) اپنى عدت كو پہنچ جائيں يا تو انہيں اچھے طريقہ سے روك لو يا پھر اچھے طريقہ سے چھوڑ دو، اور اپنے ميں عدل و انصاف والوں كوگواہ بناؤ الطلاق (2).

جمہور فقہاء كرام كے ہاں يہاں حكم مندوب اور مستحب كے معنى ميں ہے.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (11798) کے جواب مطالعہ کریں.

ابو داود رحمہ اللہ نے سنن ابو داود میں عمران بن حصین سے مروی ہے کہ:

" عمران بن حصین سے ایسے شخص کے بارہ میں دریافت کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور پھر اس نے اپنی بیوی سے ہم بستری بھی کر لی لیکن اس نے طلاق اور رجوع کرنے پر کوئی گواہ نہیں بنائے تھے.

تو عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ نےفرمایا:

" تو نے طلاق بھی سنت طریقہ کے بغیر دی اور رجوع بھی سنت کے طریقہ کےبغیر کیا، تم طلاق پر بھی گواہ بناؤ اور رجوع کرنے پر بھی گواہ بناؤ، اور آئندہ ایسا مت کرنا "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2188) علامہ البانی رحمہ اللہ نےصحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور اسے گواہ بنانے کے مستحب ہونے پر بھی محول کیا جائیگا.

عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ کا قول: " اسے طلاق دینے اور اس سے رجوع کرنے پر گواہ بناؤ اور آئندہ ایسا مت کرنا "

اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ طلاق دینے اور رجوع کر لینے کے کچھ عرصہ بعد بھی گواہ بنائے جا سکتے ہیں، اسی لیے انہوں نےاس شخص کوحکم دیا کہ وہ اس پر گواہ بنائے حالانکہ یہ دونوں کام یعنی طلاق اور رجوع تو پہلے ہی ہو چکے تھے.

شیخ عبد المحسن عباد حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" یہ اس کی دلیل ہے کہ گواہ بنانے کا تدارک کیا جا سکتا ہے طلاق اور رجوع کے وقت ہی گواہ بنانا لازم نہیں، بلکہ طلاق دینے کے بعد بھی گواہ بنائے جا سکتے ہیں، اور پھر رجوع کر لینے کے بعد گواہ بنانا صحیح ہے.

اور جماع و ہم بستری کرنے سے بھی رجوع ہو سکتا ہے کیونکہ دوران عدت آدمی کا اپنی مطلقہ بیوی سے ہم بستری کرنا اس سے رجوع کہلاتا ہے، اور رجوع الفاظ کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے، لیکن گواہ بنانا مطلوب ہے کہ اس پر گواہ بنائے جائیں تا کہ رجوع کرنے سے طلاق ختم ہونے کا علم ہو جائے، اور اسی طرح طلاق میں بھی " انتہی

ماخوذ از: شرح سنن ابو داود.

حاصل یہ ہوا کہ: شدید غصہ کی حالت میں آپ کی طلاق واقع نہیں ہوئی، اور ایك ہی بار تین طلاق دینے سے ایك

طلاق واقع ہوگی، اور طلاق کے لیے گواہ بنانا شرط نہیں اور نہ ہی رجوع میں گواہ بنانا شرط ہے.

اس کے ساتھ ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ آپ طلاق کے الفاظ ادا کرنے سے بالکل اجتناب اور احتراز کریں.

واللہ اعلم .